دیوبندی مناظرین کے دل میں اندھیرا ھے

(معاذ اللہ)

بریلوی اعتراض کا جواب

اعتراض: مولوی منظور نعمانی دیوبندیوں کے ناک کا بال حشمت علی رضوی سے مناظرے میں ہار گیا جس کے بعد اس نے مناظرہ چھوڑ دیا

جواب

قارئین کرام یہ بریلوی بڑے ہی بے شرم اور بے حیاء ہوتے ہیں یہ لوگ مکہ و مدینہ میں بھی جا کر پیشہ ور مداریوں کی طرح ایسا جھوٹ بولتے ہیں کہ سادہ لوح افراد کو سچ لگنے لگتا ہے۔ جھوٹ مکر و فریب یہ گویا ان کا خمیر ہے۔

جب احمد رضا خان نے امریکی ایماء پر ہندوستان میں مجاہدین کے خلاف تکفیری فتنہ اٹھایا تو اول تو کسی نے اس لئے توجہ نہ دی کہ موصوف جاہلوں کے پیشوا ہیں (ناقل پروفیسر مسعود) اس لئے جاہلوں کے منہ لگ کر وقت کیوں برباد کریں مگر جب یہ فتنہ اس حد تک بڑھا کہ بھائی بھائی سے علیحدہ ہو گیا تو علمائے اہلسنت نے اس فتنے کا تعاقب اور اس پر حق واضح کرنے کیلیئے پوری کوشش کی۔ حضرت مرتضی حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بریلوی کے احمد رضا خان کو بار بار پکارا مناظرے کیلیئے مگر ان کو ہمت نہ ہوئی آخر یہاں تک کہا کہ میں نے آپ کو آپ ہی کے فتووں سے کافر آپ کی اولاد کو حرامزادہ آپ کی بیوی کو زانیہ آپ کی ازدواجی زندگی کو خالص زنا ثابت کر دیا ہے اور مناظرے میں بھی ثابت کروں گا خدارا کچھ تو غیرت کیجئے اور میرے ساتھ مناظرے کیلیئے آئے اگر آپ نہیں آنا چاہتے تو کسی کو وکیل کر دیجئے اگر اس پر بھی تیار نہیں تو اپنی جماعت میں سے

کسی کو کھڑا کر دیں اس کے ساتھ پہلے ایک معاملہ پر گفتگو ہوگی اگر ہم اس پر غالب آ گئے تو پھر آپ سے بات ہوگی مگر اس پر بھی تیار نہ ہوئے۔ مولوی احمد رضا خان نے جب کسی صورت اپنی جان نہ چھوٹتی ہوئی پائی تو یہ کہا کہ مولانا اشرف علی تھانوی کو لاؤ اہلحق نے اس خواہش کو بھی پورا کر دیا اور نہ صرف مولانا اشرف علی تھانوی بلکہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا حسین احمد مدنی نے اپنے دستخط لکھ کر بھیج دئے کہ آپ ہم میں سے جس کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہیں، ہم احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے تیار ہیں۔ مگر اس بھگوڑے نے نہ آنا تھا اور نہ آیا احمد رضا خان کی اس شرمناک فرار کی تفصیل آپ ''قاصمۃ الظہر'' میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ مولانا عبد الشکور لکھنوی، اور مولانا منظور نعمانیؒ نے اس فتنے کا خوب تعاقب کیا، حضرت نعمانیؒ نے تو بریلی میں جا کر ڈیرے ڈال دئے اور الحمد للہ منظر اسلام کے صدر مدرس سے لیکر شیخ الحدیث تک سے مناظرے کئے اور ہر مقام پر بریلویوں کو وہ شرمناک شکست ہوئی جس کی تفصیل ''فتوحات نعمانیہ'' میں ہر آدمی دیکھ سکتا ہے۔

چمگادڑ خور، الو خور، طوطا خور، مکڑی خور، اور خنزیر خوروں نے یہ جھوٹ بولا کہ سلطان المناظرین حضرت مولانا منظور نعمانیؒ نے بدنام زمانہ فحش گو حشمت علی رضوی سے شکست کھائی لعنۃ اللہ علی الکاذبین حقیقت یہ ہے کہ اس شخص کو ہر میدان میں حضرت نعمانی صاحب کے سامنے شرمناک شکست کا سامنا کرنا پڑا۔۔ فتوحات نعمانیہ میں حضرت نعمانی صاحب کے اس شخص کے ساتھ تین مناظرے ہوئے ہر کوئی اس شخص کا فرار دیکھ سکتا ہے۔

بلکہ سلانوالی میں حضرت نعمانی نے حشمت علی رضوی کے ساتھ ایسا کامیاب مناظرہ کیا کہ بریلوی صدر مناظر مولانا دبیر مرحوم نے بریلویت سے توبہ کر لی اور اپنے بیٹے امام اہلسنت حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو دار العلوم دیوبند بھیج دیا تعلیم حاصل کرنے کیلئے۔

چنانچہ اس شاندار مناظرے کی روئیداد خود بریلوی مصنف کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

حشمت علی رضوی چبل باز

مولانا حشمت علی صاحب عالم تو تھے مگر مناظر زیادہ تھے ادھر شیخ الاسلام حضرت سیالوی صاحب بڑے راسخ العلم اور منصف مزاج تھے اوران کے پاس مولانا ظہور احمد صاحب بگوی رحمۃ اللہ علیہ امیر حزب الانصار بھیرہ بیٹھے تھے تو جب مولانا حشمت علی صاحب علمیت سے گری ہوئی کوئی کمزور بات کرتے تو حضور سیالوی مولانا ظہور احمد صاحب کو اپنی علاقائی پنجابی میں فرماتے:

دیکھ کھاں کیا چبل مریندا پیا اے۔ یعنی دیکھو تو کیسی غلط بات کر رہے ہیں۔ دوسری طرف مولوی منظور بڑی متانت سے پختہ بات کرتے۔

مناظرہ ختم ہونے پر ہم تو واں بھچراں آ گئے اور مولانا کرم دین دبیر صاحب اپنے گاؤں بھیں چلے گئے لیکن ان کے دل پر مولانا حشمت علی صاحب کے اس جملہ تو منظور میں ناظر، میں ناظر تو منظور کی بار بار تکرار بہت ناگوار گزری اور منظور صاحب کی متانت بیانی اپنا اثر کر گئی۔ گھر پہنچ کر اپنے لڑکے قاضی مظہر حسین کو تفصیل مناظرہ سنائی اور پھر اسی سال قاضی مظہر حسین کو خود دیوبند حضرت مدنی کے نام خط دے کر روانہ کر دیا۔ کسی نے سچ کہا کہ انقلابات ہیں زمانے کے، کل کے دشمن بنے ہیں آج سجن۔

(فوز المقال: ج۴: ص۵۳۷)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ حضرت نعمانی صاحب کے مناظرے کے اثر سے بریلویوں کا صدر مناظر اپنا مسلک چھوڑ کر اپنے بیٹے کو دیوبند بھیج دیتا ہے۔ مگر اس کے بعد بھی بریلویوں کا دجل و فریب دیکھیں کہ مناظرہ ہار گئے۔۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تم لوگوں کو ذرا بھی خدا کا خوف نہیں کہ ایک دن مرنا ہے؟؟؟ قیامت قائم ہونی ہے اللہ کے سامنے ان کذب بیانیوں کا حساب دینا ہے؟؟؟؟۔

اس تمام واقعہ کی تفصیل آئے ہم خود حضرت مجاہد ملت قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زبانی ملاحظہ فرماتے ہیں:

”غالباً ۱۹۳۶ء کا واقعہ ہے کہ سلانوالی ضلع سرگودھا میں علماء دیوبند اور علماء بریلی کے مابین

آنحضرت ﷺ کیلئے علم غیب کلی ما کان وما یکون کے موضوع پر ایک معرکۃ الآراء مناظرہ ہوا جس میں مولانا مرحوم (مولانا کرم دین) علماء بریلی کی طرف سے صدر مقرر ہوئے تھے اس مناظرہ سے واپس آکر آپ نے راقم الحروف سے دیوبندی مناظر مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان کی تہذیب ومتانت کی بہت تعریف فرمائی اس کے علاوہ خدا جانے آپ نے اس مناظرے سے کیا کیا اثرات لئے اگلے سال رمضان ۱۳۵۶ھ میں احقر نے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہونے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے بخوشی اجازت دے دی اور خود اعلیٰ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ العالی کی خدمت میں اس مضمون کا عریضہ لکھا۔

"میں اپنے فرزند کو دارالعلوم میں حضرت کے زیر سایہ تعلیم دلانا چاہتا ہوں" حضرت والا مدظلہ نے سہلٹ سے آسام جواب تحریر فرمایا جس کا مضمون یہ تھا:

"آپ اپنے لڑکے کو ابتداء شوال میں دیوبند بھیج دیں میں نے حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب کو اس متعلق لکھ دیا ہے وہ مہربانی فرمائیں گے۔

حضرت کے گرامی نامہ کو مولانا مرحوم نے اپنے لئے باعث افتخار جانا اور فرمایا کہ آج ہندوستان کی بہت بڑی شخصیت کا خط آیا ہے۔ یہ الفاظ آپ نے بڑی عقیدت سے کہے تھے شوال میں بندہ دارالعلوم میں داخل ہو گیا شعبان ۱۳۵۸ھ میں جب وہاں سے فارغ ہو کر گھر آیا تو جناب والد مرحوم سے اکابر دیوبند کے حالات بیان کئے حضرت مدنی مدظلہ کے بعض حالات سنائے جو میں نے قلم بند کر دئے تھے تو آپ نے حضرت کے متعلق فرمایا

"آپ ولی اللہ ہیں"

قطب العارفین حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ اور امام العالم حضرت مولانا محمود حسن صاحب شیخ الہندؒ کے حالات سن کر فرط عقیدت سے والد صاحب کی آنکھیں بعض اوقات آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھیں تمام اکابر دیوبند سے مولانا مرحوم کو عقیدت کا تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ راولپنڈی کے کسی کتب خانے میں آپ کو امام الطریقت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی

تھانوی قدس سرہ کی تفسیر بیان القرآن کے بعض مقامات سننے کا موقع ملا راولپنڈی جیل میں عند الملاقات بندہ کے سامنے اس تفسیر کی بہت تعریف کی اور اس کی بعض خصوصیات بھی بیان فرمائی۔

(مقدمہ آفتاب ہدایت بحوالہ فتوحات نعمانیہ ص ۸۷۸،۸۷۹)

حضرت قاضی صاحب کے اس بیان کو بار بار ملاحظہ فرمائیں اور ذرا پھر مورخ بریلویت عبدالحکیم شرف قادری کے اس دجل وفریب کو بھی پڑھ کر کانوں کو ہاتھ لگائیں:

ان کے فرزند مولوی قاضی مظہر حسین (چکوال) نے اپنے والد کے برعکس دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں (مورخ صاحب یہ بھی تو بتائیں کے اس مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے کیلئے رہنمائی کس نے کی تھی؟؟ از ناقل) انہوں نے آفتاب ہدایت کے آغاز میں مصنف کا تعارف کراتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ مولانا کرم دین آخر عمر میں علمائے دیوبند سے متاثر ہوکر اپنے مسلک سے برگشتہ ہوگئے تھے''

(تذکرہ اکابر اہلسنت :ص ۴۱۰)

مورخ صاحب تاثر دینے کی کوشش نہیں کی بلکہ حقیقت بیان کی ہے،ہم امید کرتے ہیں کہ اس دجل کی سزا اس وقت ضرور آپ قبر میں بھگت رہے ہونگے۔۔یہ کیا اندھیر نگر ہے ایک شخص کہے کہ میرے والد کا مسلک یہ یہ تھا مجھ سے خود انہوں نے بیان کیا اور دوسرا کہے نہیں میں جو کہہ رہا ہوں وہ درست ہے تم غلط کہہ رہا ہو یعنی مولوی احمد رضا خان کا مسلک مولوی مصطفیٰ رضا خان نہیں بلکہ مولانا ابوایوب قادری صاحب کو بیان کرنے کا حق ہے۔۔

شرم۔۔۔شرم۔۔شرم۔۔

مولوی نصیر الدین سیالوی لکھتا ہے کہ:

''مولانا غلام علی مہر صاحب مدظلہ مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحب کے بالواسطہ شاگرد ہیں تو وہ ان کے مذہب کے بارے میں سرفراز سے بہتر جانتے ہیں''۔

(عبارات اکابر کا تحقیق و تنقیدی جائزہ حصہ اول ص ۵۱)

تو قاضی مظہر حسین صاحب مولانا دبیر صاحب کے نہ صرف شاگرد بلکہ فرزند ہیں عبدالحکیم صاحب وہ آپ سے بہتر اپنے والد کا مسلک جانتے ہیں۔

اسی طرح یہ سیالوی کھتا ہے کہ:

بابو جی کے پوتے اور شاعر ہفت زبان حضرت صاحبزادہ نصیر الدین گولڑوی نے اپنی کتاب راہ ورسم منزل ہا میں ان عبارات کو گستاخانہ قرار دیا ہے۔۔۔

(ایضا ص ۵۷)

دیکھیں یہاں دادا کے حق میں پوتے کی گواہی قبول کی جارہی ہیں تو عبدالحکیم صاحب!!! باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی کیوں قبول نہیں؟؟؟ کیا صرف اس لئے کہ مولانا دبیر نے حق قبول کر کے بریلویت کا جنازہ نکال دیا۔؟؟ اور سب کے سامنے حشمت علی رضوی چبل باز کی حقیقت کھول کر رکھ دی؟؟؟

اب آئے حضرت نعمانی صاحب کے اس خط کی طرف بریلوی نے اسی دجل وفریب کا اظہار کیا اور پورا خط نقل نہ کیا حضرت نعمانی صاحب کا یہ خط اس طرح ہے:

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عزیز مکرم! سلمکم اللہ تعالیٰ وعافاکم ووفقنا و ایاکم لما یحب ویرضیٰ

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہٗ!

تمہارا ملفوف خط ملا، پچھلے دو تین مہینوں میں مختلف مقامات سے کئی ایسے خطوط آئے جن میں اس کتاب "زلزلہ" کا تذکرہ تھا۔ میں نے حسب عادت سرسری جواب دے دیا کہ میں اس کتاب کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور اب اس موضوع کی طرف توجہ کرنے سے معذور سمجھا جائے، پھر گزشتہ مہینہ میں جب مخدومنا شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ حجاز مقدس تشریف لے جارہے تھے تو ان کو رخصت کرنے کیلئے یہ عاجز بھی بمبئی گیا تھا۔ وہاں سے گجرات، سوات اور اندیر وغیرہ بھی جانا ہوا تو وہاں بھی بعض حضرات نے اس کتاب کا تذکرہ کیا۔ پھر انہوں نے کہیں سے اس کا ایک نسخہ بھی لا کر مجھے عنایت فرمایا۔

واپسی میں ٹرین میں اسے کچھ دیکھنے کا موقع بھی مل گیا، میں نے اس کو اتنا خطرناک تو نہیں سمجھا جتنا تم نے محسوس کیا ہے لیکن یہ رائے میری بھی ہے کہ اس کے مصنف نے بڑی فنکاری سے کام لیا اور جنگ کے طریقے اور میدان کو بھی بدل دینے کی بڑی پرفریب کوشش کی ہے۔ میں ان صاحب سے بالکل ناواقف ہوں، معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب اپنے فرقے میں کچھ زیادہ وقت شناس اور ہوشیار آدمی ہیں۔ غالباً انہوں نے اس حقیقت کو محسوس کرلیا ہے کہ عام مسلمانوں میں ملک کے خاص حالات اور مختلف دینی وملی کوششوں کے نتیجہ میں اب اتنا شعور پیدا ہو چکا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب والا تکفیری کاروبار اب نہیں چلے گا اور بدتمیزی اور بدزبانی آدمی کو خود اپنے ہم عقیدہ لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل کردیتی ہے۔ میرے نزدیک اس تبدیلی پر تو ہمیں خوش ہونا چاہئے، تم نے اصرار اور پورے استدلال کے ساتھ لکھا ہے کہ میں اس کا جواب لکھوں۔

یہ صحیح ہے کہ ایک زمانہ میں بریلوی خرافات اور اتہامات کا رد میرا خاص موضوع اور مرغوب مشغلہ تھا اور اس زمانہ میں اس کا جذبہ اتنا غالب تھا کہ صرف اسی وجہ سے بریلی کو اپنا مستقر بنایا تھا اور اب سے چالیس سال پہلے الفرقان وہیں سے جاری ہوا تھا اس زمانہ میں میرا عام اعلان تھا کہ ان کا کوئی مولوی جہاں پہنچ کر فتنہ پردازی کرے مجھے اطلاع دی جائے میں انشاء اللہ العزیز اپنے خرچ سے وہاں پہنچوں گا اور اب اس واقعہ کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا کہ اس فرقہ کے چھوٹے بڑوں کی خرافات پڑھنے، ان کو جاننے سمجھنے اور زبان وقلم سے ان کی گمراہیوں اور فریب کاریوں کا پردہ چاک کرنے کا جتنا موقع اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس زمانہ میں مجھے دیا۔ اتنا غالباً ہماری جماعت میں کسی کو نہیں ملا۔

بار بار مناظروں کی بھی نوبت آئی اور یہ مناظرے ان کے مشہور مناظرین مولوی حشمت علی، مولوی سردار احمد وغیرہ کے علاوہ ان کے اساتذ الاستاتذہ (مولانا احمد رضا خان صاحب کے مدرسہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے صدر مدرس وشیخ الحدیث) مولانا رحم الٰہی صاحب

وغیرہ سے بھی ہوئے اور لاہور کے مناظرہ میں تو ان کے ہندوستان بھر کے اکابر ومشاہیر مولانا حامد رضا خان صاحب بریلوی اور مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی تک سب ہی موجود تھے لیکن ۱۰۔۱۲ سال کے مسلسل تجربہ کے بعد قریب قریب مشاہدہ کے درجہ میں یقین ہو گیا ہے کہ اس بریلوی تکفیری فتنہ کے جو خاص روح رواں اور

پلیٹ فارم کے مولوی صاحبان ہیں ان کی ان تکفیری سرگرمیوں کا خاص مقصد اور نصب العین مسلمانوں میں اختلاف وافتراق پیدا کرنا اور بے چارے عوام کو لڑانا اور ٹکرانا ہے اور یہ ان کا خالص معاشی اور کاروباری مشغلہ ہے اور چاہے ہزار دفعہ ثابت کر دیا جائے اور سیدنا حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آ کے گواہی دے دیں کہ اکابر جماعت دیوبند (حضرت شاہ اسمٰعیل شہید اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے) صاحب ایمان تھے اور مولوی احمد رضا خان صاحب نے رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی توہین اور انکار ختم نبوت وغیرہ کی جو تہمتیں ان حضرات پر لگائی ہیں وہ غلط اور بے بنیاد ہیں تو تب بھی یہ لوگ نہیں مانیں گے اور اپنا کاروبار اسی طرح جاری رکھیں گے۔ ان کا حال بالکل وہی ہے جو قرآن مجید میں بعض معاندین حق کا بیان کیا گیا ہے اسی طرح یہ بھی اندازہ ہوا کہ غالباً ان کے قلوب اہل اللہ کی تکفیر اور بدگوئی کی پاداش میں مسخ کر دیئے گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے خوف اور فکر آخرت سے بالکل خالی ہو گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اس اندازہ اور احساس کے بعد دل اس موضوع اور مشغلہ سے ہٹتا چلا گیا۔ ادھر اسی زمانہ میں ملک کے حالات میں بہت بڑی تبدیلیوں کے آثار پیدا ہو گئے۔ اس وقت .... یہ فیصلہ کیا کہ اس دور کی سب سے زیادہ ضروری دینی خدمت یہ ہے کہ امت کے عام طبقوں میں دینی شعور اور رسوخ پیدا کرنے کی اور اللہ و رسول کے ساتھ ان کے ایمانی تعلق کو مستحکم و مضبوط کرنے کی جدوجہد کی جائے اور خود اپنی فکر کی جائے۔ بس اس کے بعد سے دل و دماغ کی ساری توجہ اسی طرف ہو گئی۔ تقریباً ۳۰ سال سے یہی حال ہے۔ اس لئے بریلویات کے موضوع سے جو خاص واقفیت اور مناسبت تھی میرا اندازہ ہے کہ وہ بالکل ختم ہو چکی ہے۔ اس موضوع سے متعلق موافق و مخالف جو سینکڑوں یا ہزاروں حوالے کبھی نوک زبان تھے اب حافظہ پر زور ڈالنے سے بھی شاید یاد نہ آ سکیں۔

کئی سال پہلے کی بات ہے ایک بڑے مخلص دوست نے بریلوی فتنہ کی طرف پھر سے توجہ کرنے کیلئے مجھے بڑے اصرار سے اور بار بار لکھا اور میرے کسی عذر کو قبول نہیں کیا تو میں نے آخر میں ان کو لکھا تھا کہ آپ یوں سمجھ لیجئے کہ اب سے ۳۰، ۳۵ سال پہلے محمد منظور نام کا جو آدمی یہ کام کرتا تھا اب وہ اس دنیا میں نہیں رہا۔ اس کی جگہ اب اسی نام کا ایک دوسرا آدمی ہے اور وہ بے چارہ اس کام کا بالکل نہیں ہے۔

خیر یہ تو ایک لطیفہ کی بات تھی مگر واقعہ یہی ہے کہ اگر میں طبیعت پر جبر کر کے تمہاری فرمائش کی تعمیل کا ارادہ بھی کروں تو میرے لئے یہ کام اب ویسا آسان نہیں ہے جیسے تم نے سمجھا ہے اور یقیناً مجھے اپنا خاصا وقت اس پر صرف کرنا پڑے گا اور اپنا سرمایہ وقت ہی ہے۔ میری عمر قمری حساب سے ستر کے قریب پہنچ چکی ہے۔ بظاہر وقت کا یہ خداداد سرمایہ تھوڑا سا ہی باقی ہے۔ چاہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق شامل حال رہے تو عمر کا باقی وقت دین کی اس بنیادی خدمت ہی میں صرف ہو جائے جس کی قبولیت کی زیادہ امید ہے اور جس میں نفس کی شرکت کا امکان انشاء اللہ العزیز کم ہے۔

وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ ...... رَحِیْمٌ

لیکن مجھے تمہاری اس رائے سے اتفاق ہے کہ اس کتاب کا ایسا جواب جو اس کے مصنف کی فنکارانہ فریب کاری کو اچھی طرح ظاہر کر دے ضروری ہے اور میرا اندازہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد اور توفیق سے تم خود ہی یہ کام کر سکتے ہو۔ اس موضوع سے تمہاری واقفیت اچھی خاصی ہے۔ بریلویات کا بھی تم نے مطالعہ کیا ہے اور اس موضوع سے تم کو دلچسپی بھی ہے اور تمہارے اندر اس کا شدید داعیہ بھی ہے۔ اس لئے میری رائے ہے کہ تم خود ہی یہ کام کرو اگر ضرورت محسوس ہوگی تو میں مشورہ دے سکوں گا۔

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس کام کو آسان فرما دے اور تمہاری پوری مدد فرمائے۔ نیت صرف احقاق حق کی اور اللہ تعالیٰ کے مقبول مظلوم بندوں کی طرف سے دفاع کی اور امت کے عوام کو گمراہی سے بچانے کی ہونی چاہئے۔

انما الاعمال بالنیات و انما الآمرء مانویٰ الحدیث

والسلام

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دیکھیں اس خط میں کہیں بھی حضرت نے یہ نہیں لکھا کہ وہ حشمت علی رضوی سے مناظرے کرنے کی وجہ سے اب مناظرہ چھوڑ چکا ہے حضرت کا یہ مناظرہ تو اس قدر شاندار تھا کہ اس مناظرے کے بعد اہلسنت کو قاضی مظہر

حسین صاحب کا تحفہ ملا۔۔۔

حضرت تو اس خط میں فخر کے ساتھ ان مناظروں کا ذکر کر رہے ہیں۔۔۔**اگر کوئی بریلوی حلالی اس وقت دنیا میں موجود ہے تو اس کا کوئی واضح ثبوت یا اقرار بیان دے کہ حضرت نعمانی نے مناظرے اس لئے چھوڑے ہوں کہ وہ حشمت علی سے ڈر گیا تھے۔۔۔**

حضرت نعمانی صاحب تو خود اس کا سبب اس خط میں بیان فرما رہے ہیں کہ:

لیکن ۱۰۔۱۲ سال کے مسلسل تجربہ کے بعد قریب قریب مشاہدہ کے درجہ میں یقین ہو گیا ہے کہ اس بریلوی تکفیری فتنہ کے جو خاص روح رواں اور پلیٹ فارم کے مولوی صاحبان ہیں ان کی ان تکفیری سرگرمیوں کا خاص مقصد اور نصب العین مسلمانوں میں اختلاف و افتراق پیدا کرنا اور بے چارے عوام کو لڑانا اور ٹکرانا ہے اور یہ ان کا خالص معاشی اور کاروباری مشغلہ ہے اور چاہے ہزار دفعہ ثابت کر دیا جائے اور سیدنا حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آ کے گواہی دے دیں کہ اکابر جماعت دیوبند (حضرت شاہ اسمٰعیل شہید اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے) صاحب ایمان تھے اور مولوی احمد رضا خان صاحب نے رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی توہین اور انکار ختم نبوت وغیرہ کی جو تہمتیں ان حضرات پر لگائی ہیں وہ غلط اور بے بنیاد ہیں تو تب بھی یہ لوگ نہیں مانیں گے اور اپنا کاروبار اسی طرح جاری رکھیں گے۔ ان کا حال بالکل وہی ہے جو قرآن مجید میں بعض معاندین حق کا بیان کیا گیا ہے اسی طرح یہ بھی اندازہ ہوا کہ غالباً ان کے قلوب اہل اللہ کی تکفیر اور بدگوئی کی پاداش میں مسخ کر دیئے گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے خوف اور فکر آخرت سے بالکل خالی ہو گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اس اندازہ اور احساس کے بعد دل اس موضوع اور مشغلہ سے ہٹتا چلا گیا۔ ادھر اسی زمانہ میں ملک کے حالات میں بہت بڑی تبدیلیوں کے آثار پیدا ہو گئے۔ اس وقت .... یہ فیصلہ کیا کہ اس دور کی سب سے زیادہ ضروری دینی خدمت یہ ہے کہ امت کے عام طبقوں میں دینی شعور اور رسوخ پیدا کرنے کی اور اللہ و رسول کے ساتھ ان کے ایمانی تعلق کو مستحکم و مضبوط کرنے کی جدوجہد کی جائے اور خود اپنی فکر کی جائے۔ بس اس کے بعد سے دل و

دماغ کی ساری توجہ اسی طرف ہوگئی۔ تقریباً ۳۰ سال سے یہی حال ہے۔ اس لئے بریلویات کے موضوع سے جو خاص واقفیت اور مناسبت تھی میرا اندازہ ہے کہ وہ بالکل ختم ہوچکی ہے۔ اس موضوع سے متعلق موافق ومخالف جو سینکڑوں یا ہزاروں حوالے کبھی نوک زبان تھے اب حافظہ پر زور ڈالنے سے بھی شاید یاد نہ آسکیں۔



یعنی ان جاہل بریلویوں کے ساتھ مناظرہ کرنا اس لئے چھوڑ دیا کہ میں اپنے دور میں ان کے ہر چھوٹے بڑے پر اتمام حجت کر چکا ہوں مگر ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے ان کا یہ تکفیری افسانہ کسی غلط فہمی پر نہیں بلکہ یہ ان کا ذریعہ معاش ہے۔۔۔

لہذا اصول مناظرہ اور اصول شریعت کے تحت اب ان سے مزید بحث ومباحثہ کرنا فضول ہے۔۔ مولوی احمد رضا خان کہتا ہے کہ:

''وہابیہ کیلیے دعا فضول ہے ثم لا یعودون ان کیلیۓ آچکا ہے۔ وہابی کبھی لوٹ کر نہ آۓ گا اور جو ہدایت پاۓ وہ وہابی نہ تھا۔۔

(ملفوظات: حصہ دوم: ص ۲۸۶: غیر تحریف شدہ ایڈیشن)

اگر اس سبب سے کہ وہابیوں کو ہدایت ملنے ہی نہیں دعا جیسی مسنون اور سہل چیز چھوڑی جاسکتی ہے تو کوئی اگر اسی علت کی بناء پر مناظرہ چھوڑ دے تو ان کو اس پر اعتراض کرتے ہوئے حیاء نہیں آتی ؟؟؟

اور دوسرا سبب ہندوستان کے حالات اور دینی معاملات تھا کہ خود حضرت نے اپنی تحریروں میں بیان کیا کہ ہندوستان میں مستقبل میں ایک بڑا فتنہ برپا ہونے والا ہے جس کیلیۓ ہندوستان کس مسلمانوں کی دینی واعتقادی تربیت کرنا انتہائی ضروری ہے چنانچہ حضرت نعمانی صاحب کا یہ خدشہ ''انقلاب ایران'' اور ''تقسیم ہند'' کی صورت میں درست نکلا اور نعمانی صاحب نے ''اھون البلیتیین'' کو اختیار کیا۔

کون سچا کون جھوٹا:

یہ بریلی معترض کہتا ہے کہ نعمانی صاحب نے حشمت علی رضوی چبل باز کے ساتھ مناظرہ کے بعد مناظرہ کرنا چھوڑ دیا حالانکہ بریلویوں کی لٹرین (یہ لقب خود بریلویوں نے اس کو دیا ہے) حسن علی رضوی لکھتا ہے کہ:

''یہ امام اہلسنت نائب اعلی حضرت سیدی حضرت محدث اعظم پاکستان۔۔۔کی درخشان وتابندہ کرامت تھی کہ مولوی منظور سنبھلی صاحب نے آپ سے مناظرہ بریلی میں عبرتناک شکست کے بعد ہمیشہ کیلئے مناظرہ سے توبہ کر لی۔

(روئیداد مناظرہ بریلوی:ص ۳۵)

اور پھر آگے وہی عبارت نقل کرتا ہے جو بریلوی معترض نے نقل کی اور اس کے بعد تبصرہ کرتا ہے کہ:

''یہ ہے حق کی ہیبت اور مناظرہ بریلی میں شکست کی ذلت جوان کو اس وادی میں دوبارہ نہ آنے دیتی تھی اور وہ مناظرہ بریلی کے بعد مناظرہ کا نام ہی بھول گئے''

(ایضاص ۴۰)

غور فرمائیں حسن علی رضوی لکھتا ہے کہ ۱۹۳۵ میں سردار احمد (امریکی وظیفہ خور فضل کریم کا والد) سے مناظرے میں شکست کھائی اس لئے مناظرہ چھوڑ دیا یہ سردار احمد کی کرامت تھی مگر یہ بریلوی معترض کہتا ہے کہ نہیں۔۔۔حشمت علی رضوی سے مناظرہ کیا اس کے بعد مناظرہ چھوڑا یہ حشمت علی چبل باز کی کرامت تھی۔۔۔اب آپ بتائیں ان دونوں میں سے ہم کس کو جھوٹا مانیں کس کو سچا؟؟؟

سچ کہا

دروغ گورا حافظہ نہ باشد

حسن علی رضوی کہتا ہے کہ ۱۹۳۵ میں مناظرہ بریلی کے بعد مولانا منظور نعمانی صاحب کو کوئی اور مناظرہ کرنے کی جرات نہ ہوئی حالانکہ ۱۹۳۷ میں مولوی حشمت علی رضوی سے مناظرہ ہوا جو بریلوی معترض کو بھی مسلم ہے اس لئے سب پڑھیں:

لعنة الله علی الکاذبین

اعتـــراض: مولانا رب نواز حنفی صاحب نے حشمت علی پر تبرا کیا میں نے دو سال ہو گئے رب نواز حنفی سے ثبوت مانگے نہیں دیئے۔

جواب: قارئین کرام ہر کوئی جانتا ہے کہ علمائے کی تقاریر جب نیٹ پر اپلوڈ کی جاتی ہے تو ان علماء کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ ہماری تقریر کہاں کہاں سنی جا رہی ہے۔۔ موصوف کہتے ہیں کہ میں نے دو سال سے رب نواز حنفی صاحب سے مطالبہ کیا۔۔ کیا ہمیں وہ اس کے ثبوت فراہم کر سکتے ہیں کہ ان کا یہ مطالبہ حضرت حنفی صاحب تک پہنچ گیا تھا ؟؟؟

حالانکہ دو سال سے زائد ہمیں نیٹ پر ہو گئے ہیں ہمیں ابھی تک نہیں پتہ چلا کہ موصوف نے کونسا مطالبہ کیا تھا؟؟؟ بہر حال اگر وہ موصوف کا مطالبہ اتنا ہی جاندار تھا تو ہم ان کی ملاقات حضرت حنفی صاحب سے کروانے کیلئے تیار ہیں موصوف اپنا رابطہ نمبر ہمیں بھیج دیں ہم انشاء اللہ آپ سے بات کر کے حنفی صاحب کے ساتھ وقت طے کر کے آپ کی ملاقات کروا دیں گے آپ بنفس نفیس ان سے یہ مطالبہ کر لیں۔۔۔

معترض کے مسلک کے بھگوڑے مناظر حنیف قریشی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اگر میرے کسی بیان پر اعتراض ہے تو بسم اللہ سامنے آئے اور آمنے سامنے معاملہ نبٹا لینگے"

(آزر کون تھا؟:ص ۸۸)

تو اگر آپ کو بھی حضرت حنفی صاحب کے کسی بیان پر اعتراض ہے تو آئے ہمت کریں حنفی صاحب کے سامنے بیٹھیں آمنے سامنے معاملہ نبٹا لیں گے۔۔۔ کہیئے کیا تیار ہیں اور کب آپ تشریف لا رہے ہیں؟؟؟

اعتراض: آج کل ان نئے زاغ معروفوں کی شکست ہم کافی پہلے بیان کر چکے ہیں۔

جواب: آپ مکڑوی خوروں کی شکستوں کی داستان تو پورے یوٹیوب پر دیکھی جا سکتی ہے۔۔۔

لیکن اگر آپ اتنے ہی بڑے رستم خان ہے تو ہم آپ سے ہر وقت مناظرہ کرنے کیلئے تیار ہیں۔۔ غیرت ایمانی ہے تو بھیجئے اپنے مناظرے کا چیلنج۔۔۔ اپنے لیٹر پیڈ پر انشاء اللہ دنیا آپ کا تماشہ دیکھے گی۔۔۔ مگر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اعتـــراض: دیوبندیوں کے جنسی حکیم لکھتے ہیں کہ مناظرہ کرنے سے دل میں اندھیرا پیدا ہو جاتا ہے۔۔ابو ایوب پادری اور الیاس گھمن کے دل میں اندھیرا پیدا ہونے سے دیوبندیوں کا صرف ظاہر کالا ہوگا اور حماد دیوبندی کے دل میں اندھیرا پیدا ہونے سے ظاہر اور باطن دونوں کالے ہونگے کیونکہ وہ تو پیر طریقت بھی ہیں اس سے دیوبندیوں کا منہ کالا ہوگا۔۔واہ کیا بات ہے دیوبندیوں کا منہ بھی کالا دل بھی کالا بلکہ ان کی پسند کا کوا بھی کالا ---

جواب: کس کا دل کالا ہے اور کس کا منہ یہ تو انشاء اللہ ابھی ہم ثابت کر دیں گے۔۔فی الحال ہم حضرت تھانوی کے ملفوظات کے متعلق کچھ مختصر عرض کر دیں:

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کے استاد العلماء لکھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ہر معاملہ کو خالص شرعی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں

(مہر منیر ص ۲۶۸)

اس حوالے کی رو سے حضرت تھانویؒ کا یہ قول بھی "شرعی نقطہ" نظر کے مطابق ہوگا اور اس صورت میں آپ کے مناظرین مثلاً خبیث قریشی اسد رضا، غلام شیطان نوری، اشرؔ سیالوی کے باطن بھی اپنے چہروں کی طرح سیاح ہی ہونگے۔۔

لہٰذا جو جواب آپ اس کا دیں وہی ہماری طرف سے۔۔

ثانیا: آنکھیں کھول کر اس ملفوظ کر پڑھ اس میں تو لکھا ہے کہ "اکثر مناظروں کا۔۔۔یعنی سب مناظروں کا حال نہیں۔۔۔اور جن کا حال یہ نہیں وہی مناظرے علمائے دیوبند کرتے ہیں۔۔۔جن لوگوں کا حضرت تھانوی ذکر کر رہے ہیں وہ بریلوی ہیں۔۔اب تو کہے گا کہ اس پر کیا قرینہ ہے؟؟ تو جس قرینے سے تو نے یہاں حضرت مفتی حماد صاحب، فاتح مناظرہ کوہاٹ مولانا ابوایوب قادری صاحب، متکلم اسلام مولایا الیاس گھمن صاحب کو لیا ہے اسی قرینے سے ہم نے بریلوی خبیثوں کو لے لیا ہے۔۔۔

رابعا: حضرت کی مراد ان مناظروں سے وہ مناظرے ہیں جو احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے نہ ہوں بلکہ معاذ اللہ

محض ناموری کیلیئے ہوں جس میں فریقین کا مقصد یہی یہی ہو کہ بس کسی طرح واہ واہ ہو جائے۔۔۔چنانچہ خود حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ:

''ایک بار فرمایا کہ مناظرے سے کچھ نتیجہ نہیں کیونکہ فریق مخالف پہلے ہی سے یہ سوچے ہوئے رہتا ہے کہ اگر پھر کچھ کہے گا تو جواب دوں گا تصدیق اور تسلیم کر لینے کا اسکا کسی حال میں ارادہ ہی نہیں۔۔۔

البتہ جہاں متردین کے شبہات کے ارتفاع کے بجز اس کے کوئی صورت ہی نہ ہو وہاں مضائقہ نہیں''۔

(ملفوظات: ج ۱۷: حصہ دوم ص ۹۱)

اس ملفوظ میں ''فریق مخالف'' کے لفظ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بریلوی معترض نے جو عبارت نقل کی اس سے مراد حضرت تھانوی کے یہی بریلی اور دیگر باطل گروہ ہیں۔۔۔اس ملفوظ میں پتہ چلا کہ حضرت تھانوی اسی قسم کے مناظروں کا انکار کر رہے ہیں جس میں فریق مخالف کی نیت ہی یہی ہوتی ہے کہ بس جواب دینا ہے کوئی اعتراض یا جواب اس نیت سے نہیں سننا کہ مان لوں اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں بدعقیدگی پر مزید دوام ہوگا اور اس سے باطن مزید سیاہ ہوگا۔۔۔مگر جہاں احقاق حق ضروری ہو اور بجز مناظرے کی کوئی صورت نہ ہو وہاں حضرت تھانویؒ خود اجازت دے رہے ہیں۔۔۔اور ہمارے مناظرہ کرنا بھی اسی اجازت کی بنیاد پر ہے۔۔۔

چنانچہ حضرت تھانوی نے خود ابن شیر خدا حضرت چاند پوریؒ کو احمد رضا خان سے مناظرے کیلیئے اپنا ''وکیل'' نامزد کیا تھا اور احمد رضا خان جب اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے کسی صورت میدان میں نہ آئے تو خود بھی مناظرے کیلیئے تیار ہو گئے۔۔۔

حضرت تھانوی نے ''ملفوظات ج ۱۵ ص ۲۲۶ پر خود مولانا عبدالشکور صاحب کے ایک مناظرے کی تعریف کی۔

(ہم نے ملفوظات کے اسی ایڈیشن کے حوالے دئے ہیں جو فریق مخالف کے پاس موجود ہے اس لئے سکین نہیں دئے جا رہے ہیں)

حضرت تھانوی کے اس ملفوظ کو بالکل اسی طرح سمجھیں جس طرح بہت سے علماء نے ''علم کلام'' کی شدید مخالفت کی مگر اس کے باوجود آج علم کلام ایک مستقل علم کے طور پر مدارس میں پڑھایا جا رہا ہے۔۔۔

اگر فریق مخالف کو بات اب بھی سمجھ نہیں آئی تو انشاء اللہ اگر اللہ نے موت نہ دی تو ہم مزید تفصیل سے اس پر گفتگو کریں گے۔

احمد رضا خان المعروف آلہ تناسل والی سرکار سیاہ باطن

اپنے دل کی طرح سیاہ چہرے والے بریلی معترض نے اپنی اندر کی غلاظت نکال کر علمائے اہلسنت پر پھینکنے کی کوشش کی مگر

لوم الخفاش لا یضر الشمس

وعواء الکلب لا یظلم البدر

اس گند سے خود معترض کا اور احمد رضا خان کا بدبودار چہرہ کس طرح لتھڑا ہے ملاحظہ فرمائیں:

بریلوی شمس الاسلام لکھتا ہے کہ جس طرح حقے کے اندر سیاہی ہوتی ہے اسی طرح حقہ نوش کا اندرون بھی سیاہ ہو جاتا ہے دیکھیں:

(مراۃ العاشقین: ص ۱۹۴)

اب احمد رضا خان ''حقے'' کا کس طرح شوقین تھا اس کیلیئے ملاحظہ ہو:

(ملفوظات ص ۲۲۱ و حیات اعلی حضرت ص ۱۶۲، تجلیات امام احمد رضا ص ۷۷)

تو لیجیئے معترض صاحب احمد رضا خان کو تو آپ اپنا مجدد اور امام اور پیر طریقت مانتے ہیں لہٰذا مصطفیٰ رضا خان سے لیکر سردار احمد تک اور ابو داود صادق سے لیکر تراب الحق سکھ تک تم سب کے سب نہ صرف سواد الوجہ ہو بلکہ سیاہ باطن بھی ہو اور مزے کی بات یہ ہے کہ تمہاری من پسند غذا یعنی ''چمگادڑ'' اور ''مکڑی'' بھی سیاہ۔۔۔لو جی یعنی۔۔۔

موجاں ھی موجاں۔۔۔



مہرِ منیر

سوانح حیات

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب

نوّر اللہ مرقدہٗ

گیا ہوں کہ گروہ مخالفین دولتِ برطانیہ سے متفق نہیں ہوں تو میرا تخالف بوجہ اصُول اسلامیہ تجاویز جزئیہ سے
نہ مطلقاً اور نہ اصل مدعٰی اور غایت و نتیجہ ہیں۔ مجھ سے مطلوبہ ہدایت اسی صورت میں متصور ہو سکتی ہے
مقاماتِ مقدسہ مکہ و مدینہ و بغداد و بیت المقدس پر قبضہ چھوڑا جائے۔ ورنہ معاذ اللہ دائرہ اسلام سے
ہو کر آپ کے پیغام کی تعمیل بالکل ناممکن ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ والحمد للہ اولاً و آخراً
العبد المشتکی الی اللہ الصمد عوبہ مہر علی شاہ بقلم خود۔ از گولڑہ۔

تحریکِ خلافت کے اسباب

اسلامی دُنیا میں سُلطان ترکی کو مقاماتِ مقدسہ کے خادم اور ایک بڑی سلطنت کے سربراہ کی حیثیت سے "خلیفۃ المسلمین" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا جب یورپ اور امریکہ کا ترکی کو عملاً ختم کر دینے کا منصوبہ مکمل ہو گیا تو برطانوی ہند کے مسلمانوں کو جو اپنی حکومت تو کھو چکے تھے مگر سلطنت عثمانیہ کو اپنی آخری یادگار سمجھتے تھے انتہائی صدمہ ہوا۔ چنانچہ عوام اور سیاسی لیڈروں کے علاوہ فرنگی محل، ندوہ، دیوبند، تونسہ، سیال شریف وغیرہ کے دینی اور رُوحانی مراکز کے علماء اور مشائخ بھی "خلافتِ اسلامیہ" کے تحفظ پر کمربستہ ہو گئے۔ حضرت کے بعض اصحاب مثلاً حضرت مولانا غلام محمد شیخ الجامعہ بہاولپور، مولانا برکت علی پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور، حکیم ... اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری امرتسری وغیرہ نے بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔

اسلامی خلافت کے متعلق علمائے راسخین کا مسلک

حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ اور بعض دیگر علمائے راسخین مثلاً حضرت سید دیدار علی شاہ الوری، جناب صُوبہ بہار کے علاوہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جو ہر مسئلہ کو خالص شرعی نقطۂ نظر سے دیکھنے کے عادی تھے [illegible] نے برسرِ اقتدار آکر اس بات کا اعلان نہ کر دیا کہ ہماری حکومت کا کوئی مذہب نہیں۔ مثلاً جنگِ طرابلس اور جنگ ... عالم قدس سرہٗ نے گھر کے زیورات اور اصطبل کے گھوڑے تک بیچ کر ترکوں کی امداد کے لیے چندہ دیا تھا ... زمانے میں کئی بار غازی انور پاشا جو اُن دنوں انور بے کہلاتے تھے کا ذکر عزت اور محبت کے لہجہ میں فرمایا اور ... فرمائی۔ حتیٰ کہ تحریکِ خلافت کے دنوں میں بھی آپ نے اُن مخلصین کو جو اس میں عملی حصّہ لے رہے تھے منع نہیں ...

اپنے مسلک کے باوجود حضرت نے مخلصین کو تحریکِ خلافت میں حصّہ لینے سے منع ...

جیسے کہ اُوپر ذکر ہو رہا تھا اپنے شرعی مسلک کے باوجود آپ نے اپنے مخلصین کو تحریکِ خلافت میں ... نہیں فرمایا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاولپور لکھتے ہیں:-

تحریکِ خلافت کی ابتداء تھی۔ اور میں اس تحریک کا بہت بڑا علم بردار تھا حکومت نے میری ... کے وارنٹ جاری کر دیئے۔ مجھے کسی ذریعہ سے پہلے پتہ چل گیا۔ لہٰذا میں بھاگ نکلا اور سیدھا گولڑہ شریف ...

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

فوز المقال
فی
خلفاء پیر سیال

۱۴۱۰ھ

شیخ الاسلام حضرت خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ العزیز

اوران کے خلفاء کبار کی دینی، علمی، تدریسی، ملی
سیاسی، اصلاحی، روحانی اور عمرانی خدمات کا جائزہ

جلد چہارم

تالیف لطیف

حاجی محمد مرید احمد چشتی

شائع کردہ

انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ ایس ٹی ۱-۲ بلاک نمبر ۲ کہکشاں کلفٹن کراچی

پاکستان

آدمی نے بتایا کہ یہ صاحبزادہ قمر الدین سیالوی ہیں۔ عام طور سے مناظرہ میں احقاق حق تو کم ہی پیش نظر ہوتا ہے۔ ہر قیمت پر اپنی جیت ہی زیادہ پیش نظر ہوتی ہے اور مناظر جب کہیں پھنس جاتا ہے تو کمزور بات کو کڑاکے دار لہجہ میں بیان کرتا ہے۔ جس کی عوام کالانعام سے تو خوب داد ملتی ہے مگر اہل علم کو یہ چابک دستی پسند نہیں آتی۔

مولانا حشمت علی صاحب عالم تو تھے مگر مناظر زیادہ تھے ادھر حضرت شیخ الاسلام سیالوی بڑے راسخ فی العلم اور منصف مزاج تھے اور ان کے پاس مولانا ظہور احمد صاحب بگوی رحمۃ اللہ علیہ امیر حزب الانصار بھیرہ بیٹھے تھے تو جب مولانا حشمت علی صاحب علمیت سے گری ہوئی کوئی کمزور بات کرتے تو حضور سیالوی مولانا ظہور احمد صاحب کو اپنی علاقائی پنجابی میں فرماتے۔

ویکھ کھاں کیا چبل مریندا پیا اے۔ یعنی دیکھو تو کیسی غلط بات کر رہے ہیں۔ دوسری طرف مولوی منظور بڑی متانت سے پختہ بات کرتے۔

مناظرہ ختم ہونے پر ہم تو واں بھچراں آ گئے اور مولانا کرم دین دبیر صاحب اپنے گاؤں بھیں چلے گئے لیکن ان کے دل پر مولانا حشمت علی صاحب کے اس جملہ، تو منظور میں ناظر، میں ناظر تو منظور کی بار بار تکرار بہت ناگوار گزری اور منظور صاحب کی متانت بیانی اپنا اثر کر گئی۔ گھر پہنچ کر اپنے لڑکے قاضی مظہر حسین کو تفصیل مناظرہ سنائی پھر اسی سال قاضی مظہر حسین کو خود دیوبند حضرت مدنی کے نام خط دے کر روانہ کر دیا۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ..... انقلابات ہیں زمانے کے۔ کل کے دشمن بنے ہیں آج سجن۔

تو آپ نے جو عبارت ''وصایا قمریہ'' سے نقل کی ہے، فقیر کا پختہ خیال ہے (واللہ اعلم) کہ یہ رسالہ ان کے وصال کے بعد کسی نے خود لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دیا ہے کیونکہ خود شیخ الاسلام بہت وسیع الظرف معتدل مزاج بزرگ مشہور تھے۔ (۱)

محاکمہ.........مناظرہ سلانوالی

حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ امیر حزب الانصار بھیرہ متوفی ۱۱/ ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ مطابق ۲۶/ مارچ ۱۹۴۵ء نے محاکمہ کے عنوان سے مناظرہ سلانوالی کے متعلق لکھا جو درج ذیل ہے۔

سلانوالی کے مناظرہ کے متعلق ایک مراسلہ ماہ اپریل کے جریدہ میں شائع ہوا تھا۔ اس کے متعلق بعض اصحاب کی طرف سے کئی استفسارات موصول ہوئے، جن کا مفصل جواب دینا غیر ضروری سمجھتے ہوئے شمس الاسلام کی پالیسی کے متعلق اعلان کیا جاتا ہے کہ اہل سنت کے اختلافی مسائل کو شائع کرنا اس کے مقاصد میں شامل نہیں۔ شمس الاسلام کے اجراء کا واحد مقصد رفض و بدعت اور مرزائیت کی تردید ہے۔ جن مسائل پر اہل سنت باہم جھگڑ رہے ہوں ان کی تائید یا تردید ہمارے مقاصد میں شامل نہیں ہے۔ ایسے مسائل

(۱) مکتوب قاضی محمد شمس الدین مرحوم بنام مولف ۵ جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۸۹ء از درویش ضلع ہری پور ہزارہ

حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مصنف

علامہ غلام نصیر الدین سیالوی

باہتمام

محمد نواز ہزاروی

مکتبہ غوثیہ

یونیورسٹی روڈ، کراچی پاکستان

ان کے اقوال اپنے ہم مذہب مولوی کی تصنیف کردہ کتابوں سے نقل کئے ہیں اور علماء دیوبند تو فرضی کتابیں بنا کر بھی لوگوں کی طرف منسوب کردیتے ہیں سردست ہم ایک ہی مثال پیش کرتے ہیں دیوبندں کے شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین سرفراز صاحب کے استاد مولانا حسین احمد مدنی نے اپنی معرکۃ الارا کتاب ''**شهاب ثاقب**'' میں دو کتابوں کی عبارتیں پیش کی ہیں جن میں سے ایک ''**خزينته الاوليا**'' 'مطبوعہ کانپور صفحہ نمبر 15 کا حوالہ دیا ہے اور دوسری کتاب ''**هدايت الاسلام**'' 'مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ نمبر 30 حالانکہ ان کتابوں کا کوئی خارجی وجود نہیں نہ ان کے مصنفین ان سے واقف ہیں نہ کوئی مطبع ہے سیتاپور کے اندر جس کا نام صبح صادق ہو۔ تو اگر دیوبندی شیخ الاسلام کی امانت ودیانت کا یہ عالم ہے کہ مکمل کتاب گھڑ کر کسی کی طرف منسوب کردے تو علی محمد مدح پوری سے کیا بعید ہے کہ اپنی طرف سے یہ اقتباس گھڑ کر مولانا گھوٹوی صاحب کی طرف منسوب کرے مولانا غلام مہر علی صاحب خطیب اعظم چشتیاں شریف ''**اليواقيت المهريه**'' میں فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحب وہابیوں کے سخت مخالف تھے اور ان سے مناظرے کرتے تھے (۷) سرفراز صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ مولانا غلام مہر علی صاحب مدظلہ مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحب کے بالواسطہ شاگرد ہیں تو وہ ان کے مذہب کے بارے میں سرفراز سے بہتر جانتے ہیں۔ علامہ عطا محمد بندیالوی جو مولانا مہر محمد صاحب اچھروی کے شاگرد رشید ہیں فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد صاحب کے سامنے جب وہابیوں کی گستاخانہ عبارات پیش کی جاتیں تو وہ فرماتے کہ ان خبثاء کی قبر میں ضرور پٹائی ہو رہی ہوگی اور حضرت مولانا مہر محمد صاحب اچھروی حضرت مولانا گھوٹوی صاحب کے شاگرد ہیں انہوں نے اپنے شاگردوں کو کبھی نہیں بتایا کہ میرے استاد صاحب دیوبندیوں کی کفریات کفر نہیں سمجھتے تھے اگر سرفراز کی بات صحیح ہوتی تو حضرت گھوٹوی کے تلامذہ کو یہ بات معلوم ہوتی اور ان سے مخفی نہ رہتی۔ پھر سرفراز صاحب پر لازم ہے کہ وہ ثابت

باوجود اگر اس کا ایمان ثابت نہیں ہوسکتا تو پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تکفیر نہ کرنے سے آپ کے اکابر کا ایمان بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔

حضرت سید غلام محی الدین شاہ المعروف بابو جی پر افتراء

سرفراز صاحب حضرت بابو جی کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں سید غلام محی الدین صاحب گولڑوی سے علماء دیوبند کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب لکھوایا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ علماء دیوبند مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہو اس کا ایمان خطرے میں ہے میرے حضرت قبلہ بڑے پیر صاحب پیر مہر علی شاہ صاحب کا بھی یہی مذہب تھا یہ حوالہ بھی سرفراز صاحب نے کتاب ڈھول کی آواز سے نقل کیا ہے اور یہ حوالہ بھی افتراء معلوم ہوتا ہے بابو جی کے اخص مریدین حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی اور باقی علماء بھی علماء دیوبند کی تکفیر کرتے ہیں حضرت مولانا غلام مہر علی گولڑوی خطیب اعظم چشتیاں شریف جو بابو جی کے متوسلین میں سے ہیں۔ انہوں نے دیوبندی مذہب کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے اور دیوبندیوں کے غلیظ عقائد کو طشت ازبام کیا ہے اگر ان کے علم میں حضرت بابو جی کا کوئی ایسا فرمان ہوتا تو وہ ان سے اتنی عقیدت کیوں رکھتے کیونکہ مسلمان کو جتنی محبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوتی ہے اتنی کسی اور سے نہیں ہوتی اور یہ علماء علمائے دیوبند کو گستاخ سمجھتے ہیں لہٰذا یہ سرفراز صاحب کا افتراء ہے۔

بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور شاعر ہفت زبان حضرت صاحبزادہ نصیر الدین گولڑوی نے اپنی کتاب راہ ورسم منزلہا میں ان عبارات کو گستاخانہ قرار دیا ہے تو ظاہر ہے کہ جن کی عبارات گستاخانہ ہوں گی ، گستاخ ہوں گے اور سرفراز صاحب بھی اس بات کے قائل ہیں کہ گستاخ نبی علیہ السلام کافر ہے اور جو ان کے کفر میں شک کرے مطلع ہونے کے بعد وہ بھی کافر ہے سرفراز کے نزدیک جو

ملفوظات

مجدّد مائۃ حاضرہ

از: اعلیحضرت امام اہلسنّت مولینا محمد احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز

مرتبہ: مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولینا محمد مصطفٰے رضا خاں قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) لاہور

زائد ہوئے، اس وقت تک تبرّا سے انہیں نجات نہیں۔ یہ کیوں اس لئے کہ
غاشیہ اٹھایا حق کا اپنے کندھوں پر اور دور مٹایا اہلِ باطل کا: رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ تَرَکَہُ
الحَقُّ مَالَہٗ مِنْ صِدِّیْقٍ: اللہ رحمت کرے عمر پر کہ حق گوئی نے اسے ایسا کر دیا کہ
اس کا کوئی دوست نہ رہا۔

عرض: یہ دعا کہ اللہ وہابیوں کو ہدایت کرے جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: وہابیہ کے لیے دعا فضول ہے: ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ ان کے لیے آچکا
ہے۔ وہابی کبھی لوٹ کر نہ آئے گا اور جو ہدایت پا جائے وہ وہابی نہ تھا ہو چلا تھا۔ کفار
وہاں جا کر کہیں گے ہمیں واپس دنیا میں بھیج کہ تجھ پر ایمان لائیں، فرماتا ہے:
وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ: اگر انہیں پھر بھیجا جائے تو وہی
کریں گے جس سے پہلے منع کیا گیا تھا۔"

مؤلف: پنجشنبہ کے دن بعد عصر حسب معمول خط بنانے کے واسطے حجام حاضر ہوا
اس کے ہاتھوں میں بدبو تھی، ناپسند فرما کر دھونے کے لیے ارشاد فرمایا۔

(پھر فرمایا) یہ بھی بے صبری و ناشکری ہے، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
ایک مرتبہ لوگوں کے ساتھ تشریف لئے جا رہے تھے۔ راستہ میں نہایت لطیف
خوشبو آئی۔ تمام لوگوں نے قصداً اسے سونگھا اور آپ نے ناک بند کر لی۔ آگے چل کر
ایک نہایت تیز بدبو آئی، سب نے ناک بند کر لی مگر آپ کھولے رہے۔ لوگوں نے
سبب پوچھا: ارشاد فرمایا: وہ نعمت تھی، میں نے خوف کیا کہ شاید میں اس کا شکر
ادا نہ کر سکوں اور یہ بلا تھی اس پر میں نے صبر کیا۔

عرض: داڑھی چڑھانا کیسا ہے؟

ارشاد: نسائی شریف میں ہے: مَنْ عَقَدَ لِحْیَتَہٗ فَاَخْبِرُوْہُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی
اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَرِیْءٌ مِنْہُ: جو شخص اپنی داڑھی چڑھائے اسے خبر دے
کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنز الایمان)۔

مُناظرۂ بریلی

مفصل روئداد

مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ

— فیصل آباد —

نہ تھا، ہٹ دھرم اور ضدی تھا، نہ دُوسرے کی بات سمجھنے کی اہلیت تھی نہ اپنا مافی الضمیر بیان کر سکتا تھا، رٹے ہوئے اور بار بار کے تردید شدہ مضامین بار بار سُناتا رہتا تھا۔ یہ تھا اس کا مناظرہ اور مناظرانہ استعداد و قابلیت لیکن یہ امام اہلسنّت نائبِ اعلیٰ حضرت سیدی حضرت محدّثِ اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخشاں و تابندہ کرامت تھی کہ مولوی منظور صاحب نے آپ سے مناظرۂ بریلی میں عبرتناک شکست کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مناظرہ سے توبہ کر لی اور کہیں کسی بھی جگہ میدانِ مناظرہ میں نظر نہ آیا، اس کی چرب زبانی یاوہ گوئی کی جارحانہ جرأت و جسارت محدّثِ اعظم علیہ الرحمہ سے شکستِ فاش کھانے کے بعد ختم ہو گئی، اسی دلکش نظّارہ میں (اقرار و اعتراف کیا ہے)۔ "مناظرۂ بریلی میں شکست کے بعد" ۱۹۳۷ء / ۱۳۵۶ھ حضرت مولانا (منظور سنبھلی) نعمانی نے اپنی مساعیِ جمیلہ کا رُخ ملک کے دُوسرے عام حالات کو دیکھ کر دُوسری طرف بدل دیا۔ دُوسرے تمام کاموں (مناظرہ وغیرہ) سے دلچسپی ختم ہو گئی اور سارے کام چھوڑ چھاڑ کے بس اسی ایک کام کو اپنا لیا یہاں تک کہ بریلی کے اسی تکفیری فتنہ کے رد میں بعض اہم کتابیں جو اُس وقت تک لکھی جا چکی تھیں لیکن چھپنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تھی اُن کے مسوّدات کی حفاظت کی بھی فکر نہیں رہی بلکہ اُن میں دو کتابیں وہ تھیں جن کے خاصے حصّے کی کتابت بھی ہو چکی تھی...... اُن کی بھی کتابت رکوا دی گئی..... وہ ساری کاپیاں اور سارے مسوّدات ضائع ہو گئے۔

(دلکش نظّارہ صـ ۱۹)

کام کا بالکل نہیں ہے۔" والسّلام۔

محمّد منظور نعمانی۔

" رجون ۱۹۷۲ء دفتر الفرقان لکھنؤ۔ (بریلوی فتنہ کا نیا روپ صفحہ ۱۳-۱۸)

یہ ہے حق کی ہیبت اور مناظرہ بریلی میں شکست کی ذلت جو اُن کو اس وادی میں دوبارہ نہ آنے دیتی تھی اور وُہ مناظرہ بریلی کے بعد مناظرہ کا نام ہی بھول گئے تھے۔

بریلوی طبقہ میں علم بالکل نہیں ہوتا
مُحدّثِ اعظم کے خلاف ہرزہ سرائی

مولوی سیاح الدین صاحب کاکاخیل معلّم الملکوت کا جانشین بن کر کہتا ہے:

"یوں تو فتنہ تکفیر و تفسیق کے چھوٹے موٹے فتنہ گر اور تفریق و انتشار کی آگ بھڑکانے والے پاکستان کے مختلف حصّوں میں اور بھی ہیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس گروہ کے سرخیل مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری ہی ہیں جو قیامِ پاکستان سے قبل مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے مدرسہ جامعہ رضویہ بریلی میں مدرس تھے چونکہ بریلوی طبقہ میں علم بالکل نہیں ہوتا ان کے بڑے بڑے علماء فضلا بھی حقیقت میں علمی لحاظ سے بہت ہی پست مقام پر ہوتے ہیں اور مولوی سردار احمد صاحب اِن "اندھوں میں کانا راجہ" شمار ہوتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین الی ارحام الطاہرات

میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا ہوں۔ (الحدیث)

القول المقبول فی طہارۃ نسب الرسول ﷺ

المعروف

آزر کون تھا؟

آزر کے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا والد نہ ہونے پر مدلل تحقیق

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد حنیف قریشی**

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

وبانی شباب اسلامی پاکستان

ناشر

اسلامک بک کارپوریشن

فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، راولپنڈی

051-5536111, 0345-5543797

خصوصی تعاون: شباب اسلامی پاکستان

گذارش:

خادم علمائے دیوبند صاحب:

بندہ کسی پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے دامن کو دیکھ لیا کرے اور آئینہ دیکھنا تو بھولنا ہی نہ چاہئے اور ویسے بھی اعتراضات جوابات تحریر پر ہوتے ہیں اس طرح اگر ہم آپ کے علماء کی کیسٹوں پر اعتراض وارد کریں تو آپ کے لئے انتہائی مشکل پڑ جائے گی تاہم کیسٹ بیان ضرور سنو۔

شاید اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کا ذریعہ بنادے اور کیسٹ بیان پر اعتراضات کے یہ جوابات پہلی اور آخری مرتبہ ہیں آئندہ تحریر کا جواب تحریر سے اور تقریر کا جواب تقریر سے ہوگا اگر میرے کسی بیان پر اعتراض ہے تو بسم اللہ سامنے آئیے اور آمنے سامنے معاملہ نبٹا لینگے۔

یاد رکھیں ہماری عادت خادموں سے الجھنے کی نہیں ہم صرف مخدوموں سے بات کرتے ہیں چونکہ آپ کے مخدوم بالواسطہ اس میں ملوث تھے، اس لئے یہ مختصر جواب پیش کیا ہے اور آپ کی طرح رکیک جملے لکھنے سے احتراز کو پیش نظر رکھا ہے۔

واللہ الھادی والیہ مآب

محمد حنیف قریشی

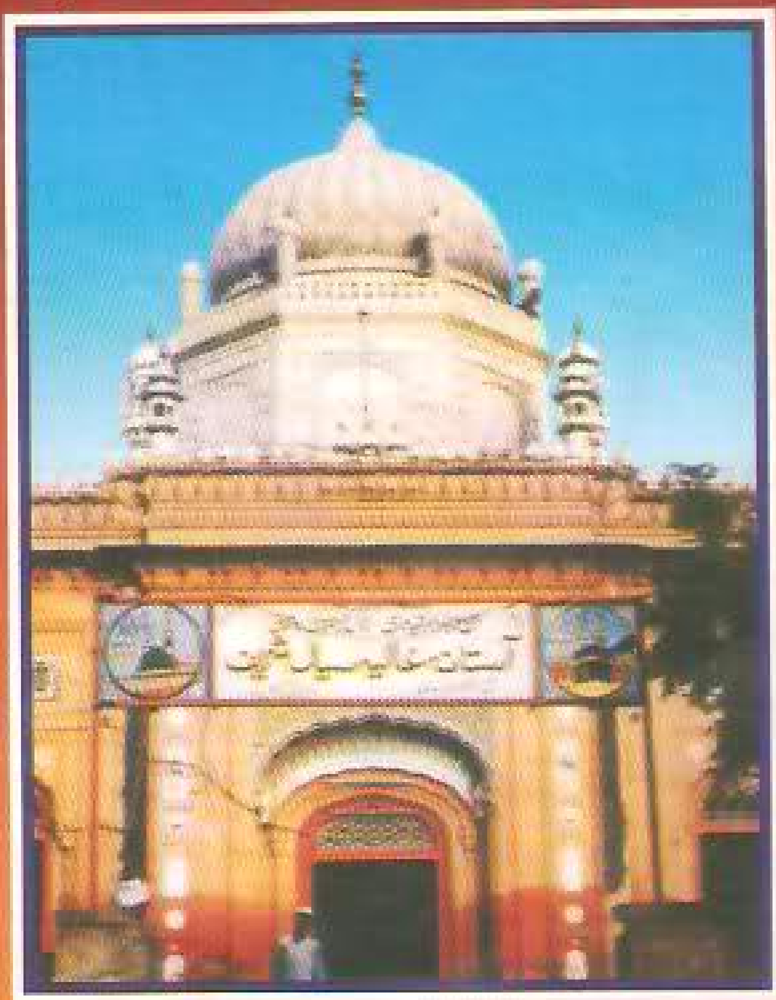
20.08.2004

پُرگوھر

اردو ترجمہ

مرآت العاشقین

اعلیحضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظاتِ عالیہ کا مجموعہ



مرتبہ
سیّد محمّد سعید رح

ترجمہ
صاحبزادہ غلام نظام الدین رح ایم اے مروی



سیرت فاؤنڈیشن ۔ لاہور

عملیات کی کوئی کتاب ہے تو ذرا دکھاؤ۔ اس نے بہت خوش ہو کر ایک کتاب پیش کی۔ آپ نے کتاب کو پارہ پارہ کر دیا اور ایک درویش کو کہا کہ اسے دریا میں پھینک آؤ تاکہ اس کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ پھر آپ نے عبدالحکیم کی طرف متوجہ ہو کر کہا ان عملیات سے توبہ کرو اور عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو جاؤ، اپنی چند روزہ زندگی کو بُرے عملیات میں ضائع نہ کرو۔ پس اس نے توبہ کی اور آپ سے بیعت کر کے یادِ الٰہی میں مشغول ہو گیا۔

بعد ازاں، حقے کی مذمت کا ذکر چھڑا۔ کسی شخص نے پوچھا کہ حقہ پینے کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا۔ بعض علماء نے اسے مکروہ لکھا ہے اور بعض نے مباح لکھا ہے، اکثر صُلحائے متقدمین اور متاخرین نے بھی اس سے اجتناب کیا ہے۔

پھر فرمایا۔ جس طرح حقے کی نے اندر سے سیاہ ہوتی ہے، اسی طرح حقہ نوش کا اندرون بھی دھوئیں سے سیاہ ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا۔ نمازی کو حقے سے بہت پرہیز کرنی چاہیئے، کیونکہ اس کی بدبو کی وجہ سے عبادت کی لذت جاتی رہتی ہے اور فرشتے بھی اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ رسولِ خدا نے صحابہ کو فرمایا کہ لہسن اور پیاز کھا کر میری مسجد میں نہ آیا کرو کیونکہ بعض اوقات مجھے جبرئیل سے واسطہ پڑتا ہے۔ حقے کی بدبو بھی لہسن اور پیاز کی بدبو سے کسی طرح کم نہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی ہے۔

بعد ازاں، فرمایا۔ بعض علما حقہ پینے کو بدعت قرار دیتے ہیں اور بعض نے مکروہ تحریمہ کا درجہ دیتے ہیں، لیکن میرے خیال میں حقہ برائیوں کی جڑ ہے، کیونکہ آدمی جس قدر حقہ پیتا ہے اسی قدر یادِ حق سے غافل ہو جاتا ہے اور اس کے منہ سے مستقل طور پر بدبو آتی رہتی ہے۔ اس سے اوراد و اذکار کا ذوق بھی سلب ہو جاتا ہے۔ اسی سے متقی لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ حقے کے نیچے پر کپڑے کی پٹیاں لپیٹی جاتی ہیں جو حقے کے پانی سے تر رہتی ہیں، حقہ نوش ان پٹیوں پر ہاتھ ملتے ہیں اور پھر اسی حالت میں اپنے کپڑوں پر ہاتھ لگاتے ہیں اور پھر انہی کپڑوں سے نماز بھی پڑھ لیتے ہیں، تو یہ نماز کس طرح صحیح ہوئی؟ اسی طرح، جہاں حقہ ہوتا ہے وہاں اکثر جاہل لوگ جمع ہو کر خرافات

ملفوظات

مجدّد مائتہ حاضرہ

از : اعلیحضرت امام اہلسنت مولینا محمد احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز

مرتبہ : مفتی اعظم ہند حضرت مولینا محمد مصطفٰے رضا خاں قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) لاہور

والسلام کو وادی ایمن میں نعلین شریف اتارنے کا حکم ہوا تھا، فوراً غیب سے ندا آئی: اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت و عزت زیادہ ہوگی۔

ارشاد۔ یہ روایت محض باطل و موضوع ہے۔

عرض۔ شب معراج جب براق حاضر کیا گیا۔ حضور آب دیدہ ہوئے۔ حضرت جبرئیل نے سبب پوچھا؛ فرمایا: آج میں براق پر جارہا ہوں کل قیامت کے دن میری امت برہنہ پا پل صراط کی راہ طے کرے گی۔ یہ تقاضائے شفقت و محبت امت کے موافق نہیں۔ ارشاد باری ہوا یوں ہی ایک ایک براق بروز حشر تمہارے امتی کی قبر پر بھیجیں گے!۔ یہ روایت صحیح ہے یا نہیں،

ارشاد۔ بالکل بے اصل ہے۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی روایات بالکل بے اصل بیہودہ ہیں، کیا کہا جائے۔

عرض۔ کھانے کے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے۔

ارشاد۔ ہاں کافی ہے بغیر بسم اللہ شیطان اس کھانے میں شریک ہوجاتا ہے رب العزت نے اس سے فرمایا تھا، وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ اولاد میں ان کا شریک ہو جو بغیر بسم اللہ کھائے پیئے اس کے کھانے میں شیطان شریک ہوتا ہے۔ اور بغیر بسم اللہ عورت کے پاس جائے، اس کی اولاد میں شیطان کا ساجھا ہوتا ہے۔ حدیث میں ایسوں کو مغربین فرمایا جو انسان و شیطان کے مجموعی نطفے سے بنتے ہیں۔ اگر کھانے کی ابتدا میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے فوراً بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَوَّلِهٖ وَ آخِرِهٖ پڑھ لے کہ شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے اور بعض ملائکہ میں بھوکا ہی مارتا ہوں۔ یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور جب منہ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف۔ ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا۔ طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے۔ وہ خبیث اگر اس میں شریک ہوتا ہو تو ضرور ہی پایا جائے بھوکا بھوکا پیاسا اس پر دھوئیں سے کلیجہ جلنا۔ بھوک پیاس میں حقہ بہت

حیاتِ اعلیٰ حضرت



اول

مصنف:
ملک العلماء حضرت علامہ مولانا محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ

ترتیبِ جدید:
مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی

کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز
رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور

لوٹے سے، اُتر طرف کی فصیل پر بیٹھ کر وضو فرماتے۔ مسجد کے لوٹے عموماً متوسط درجہ کے ہوا کرتے ہیں اور اعلیٰ حضرت وضو و غسل میں بہت احتیاط فرمایا کرتے خاص طور پر خیال کر کے ایک ایک عضو کو تر کیا کرتے، اور وہ بھی اس طرح کہ جگہ سے سیلان آب ہو جائے۔ اس لیے عموماً دو لوٹے پانی رکھا جاتا۔ اور اگر کثرت مصلیوں کی وجہ سے لوٹے فارغ نہ ہوتے تو ایک لوٹے پانی سے وضو شروع فرماتے، جب تک کوئی لوٹا خالی ہوتا، پھر اس میں پانی لا کر دیا جاتا۔ وضو کے بعد سنت و نوافل قبلیہ مسجد ہی میں پڑھتے۔ وقت جماعت ہو جانے پر فرض نماز با جماعت پڑھنے کے بعد سنت بعدیہ مسجد ہی میں ادا کر کے مکان تشریف لے جایا کرتے۔ سوائے عصر کے اس لیے کہ عصر کی نماز پڑھ کر پھاٹک میں چارپائی پر تشریف رکھتے، اور چاروں طرف کرسیاں رکھدی جاتیں۔ زائرین تشریف لاتے، کرسیوں پر بیٹھتے۔ جب کرسیاں باوجود کثرت تعداد نا کافی ہوتیں، تو چند بنچ و تخت سائبان میں رہتے، وہ صحن مکان میں کھینچ لیے جاتے۔ جو لوگ اس پر بیٹھتے۔ زائرین حاجتیں پیش کرتے، اُن کی حاجتیں پوری کی جاتیں حقہ پان سے ہر ایک کی تواضع کی جاتی۔ پان کا طریقہ اعلیٰ حضرت کے یہاں لوگوں کے پوربی طریقہ کے بالکل خلاف تھا۔ یہاں کھلی لگانے کا دستور ہے وہاں پان پر نصف میں چونا اور دوسرے نصف میں کتھا لگاتے ہیں اور پھر اُسے دیتے ہیں کہ چونا اور کتھا علیحدہ علیحدہ رہتا ہے۔ چھالیا الگ ترشی ہوئی رہتی ہے۔ ہر ایک شخص ایک ایک پان اور چھالیا حسب خواہش لے لیا کرتا۔ اعلیٰ حضرت زردہ نہیں استعمال فرماتے تھے، اسی لیے پان کی تھالی میں زردہ نہیں رکھا جاتا

سلطانِ شریعت امامِ طریقت مجددِ اعظم دین و ملت اعلیٰ حضرت سرکار فاضل بریلوی کی

سوانح عمری

شہزادہ اعلحضرت تاجدار اہلسنّت حضور مفتی اعظم ہند قبلہ مدظلہٗ نے اس

سوانح کا تاریخی نام استخراج فرمایا

تجلیات امام احمد رضا

۱۹۸۰ء

مصنفہ

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند الحاج قاری محمد امانت رسول قادری برکاتی

نوری پیلی بھیت

ناشر

برکاتی پبلشرز

چھاگلہ اسٹریٹ کھارادر ، کراچی

اس نے برتن کو اٹھانا چاہا تو برتن بھی نہیں اٹھ سکا وہ جادوگر اس کرامت کو دیکھ کر اعلیٰحضرت کے قدموں پر گر پڑا اور کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام ہوا اور اعلیٰحضرت کی بارگاہ سے روحانیت کی دولت عظمیٰ لے کر واپس ہوا۔

تم نے بدمذہبی سے بچا کر شہا دولت دین اسلام کر دی عطا
غوث و خواجہ کے ہو مظہر و جانشیں سیدی مرشدی شاہ احمد رضا

ادبی لطیفہ دلچسپ واقعہ

برادر طریقت مخلص رضویت جناب محمد سلیم خانصاحب رضوی نوری عرف اچھے بھائی منیجر بس یونین بیسلپور کا بیان ہے کہ حضرت شاہ ماما میاں صاحب رضوی علیہ الرحمہ نے فرمایا میرے پیر و مرشد اعلیٰحضرت سرکار کو حقہ نوشی کا بہت شوق تھا کہیں تشریف لے جاتے تو حقہ ساتھ جاتا اور دادا میاں محدث سورتی صاحب کو چائے نوشی کا بہت شوق تھا کہیں جاتے تو سماوار ساتھ جاتا ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ دادا میاں کے یہاں اعلیٰحضرت سرکار تشریف لائے ہوئے تھے ایک سہری پر اعلیٰحضرت سرکار دوسری پر شاہجی میاں اور دادا میاں محدث سورتی صاحب تشریف رکھتے تھے اکثر مریدین وغیرہ تین طرف کرسیوں مونڈھوں پر خاموش بیٹھے تھے اعلیٰحضرت سرکار حقہ پی رہے تھے محدث سورتی صاحب اور شاہجی میاں صاحب وغیرہ چائے پی رہے تھے کہ دادا میاں محدث سورتی صاحب نے اعلیٰحضرت سے مسکراتے ہوئے فرمایا آپ کو حقے سے بڑا شوق ہے جنت میں آگ کہاں ملے گی کہ آپ حقہ پئیں۔ اعلیٰحضرت سرکار نے بھی مسکراتے ہوئے جواب عنایت فرمایا مولٰنا آپ کے سماوار سے لے لی جائے گی۔

نواب رامپور کی بیگم کے مرنے کی پیشین گوئی

سنہ ۱۳۲۸ھ میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ رامپور کے نواب صاحب کی بیگم جو